Rooh-e-Tahqeeq, Vol.04, No.01, Serial No. 11, January – March 2026

Classical Indian Gardens and Flora
(A Critical and Analytical Study)
قدیم ہندوستانی باغات اور پھولوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Dr. Syeda Rahat Zehra Zaidi
Associate Professor Urdu, Govt Ayesha Associate College (W)
Timber Markat Ravi Road, Lahore
rahatzehra@g.mail.com

Abstract:
The subject of the research paper is a discussion of the gardens of ancient India. With the help of various references from libraty and research sources, a vivid portrayal of these gardens has been presented. Gardens are not merely meant to be seen, but also serve to soothe the five senses. The essay acquaints us with the gardens constrsenscs in the past, the beautiful and fragrant flowers that bloomed in them, and their names. In addition to local flowers, It also provides information about Turkish and Iranian flowers that adorned the garden of India. Furthermore, the importance of flowers in diffeent civitization has also been highlighted.

Keywords:
Classical Indian Garden, Flora, Flowers, Iranian Flowers

قدرت نے اپنی صناعی سے زمین پر کیسے کیسے رنگ بکھیرے اور کتنے دلکش اور ملائم بچھونے بچھائے، سر سبز و شاداب وادیاں، ہرے بھرے اور خشک و سنگلاخ پہاڑ تخلیق کیے اور ان کو انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال کیا اور درختوں، پھلوں، پھولوں سے آراستہ و پیراستہ کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جنت کے باغوں کا ذکر کیا ہے جس کا مفہوم ہے:

"۔۔۔ ددنوں باغ (درختوں کی ٹہنیوں سے ہرے بھرے میوئوں سے لدے ہوئے... ان دونوں باغوں میں سب میوے دو دو قسم کے ہوں گے... ان دونوں میں میوے ہیں اور خرمے اور انار۔۔۔" (۱)

اسی طرح سورہ الرحمن میں زمین کے باغ کا ذکر بھی ہے جس کا مفہوم ہے:

"۔۔۔ اور اس نے لوگوں کے نفع کے لیے زمینیں بنائیں کہ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جس کے خوشوں میں غلاف ہوتے ہیں اور اناج جس کے ساتھ بُھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول۔۔۔" (۲)

قدرتی باغوں میں رنگوں کے حسین امتزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسانوں نے بھی مختلف باغات بنوائے۔ اس سے قبل کہ ہم بات آگے بڑھائیں ذرا خطہ میں باغ کی قدیم تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیں تو یہاں باغات کی تعمیر کی تاریخ بھی معلوم ہو جائے گی۔ عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:

"ہنود از منہ قدیمہ سے ہی پھولوں کے دلدادہ چلے آئے تھے۔ مہابھارت میں جابجا پھولوں اور باغوں کا ذکر ملتا ہے اور معاشرتی رسومات میں بھی پھول جزو لاینفک کی حیثیت رکھتا ہے۔" (۳)

رسوم ہند میں ماسٹر پیارے لال آشوب دہلوی لکھتے ہیں:

"... ہر طرف باغ خوشنما موجود ہیں، نہریں بہہ رہی ہیں، پھول کھول رہے ہیں، بیلیں لہلہا رہی ہیں۔ درخت ہر جگہ چھا رہے ہیں..." (۴)

سالک مزید لکھتے ہیں:

"مغلوں سے پہلے سلاطین نے اپنے عہدِ حکومت میں باغات کو خوب ترقی دی۔ کیقباد نے دہلی سے چند کوس دور کالوگڑھ میں ایک عظیم الشان باغ لگایا۔ جلال الدین خلجی نے بھی اسی مقام پر نئے باغات لگوائے اور شاندار روشیں بنائیں۔ فیروز شاہ تغلق نے کوئی بارہ سو باغات دہلی کے آس پاس سلورا کے کنارے اور چوالیس چتوڑ میں لگائے۔" (۵)

عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:

"مغلوں کے ورود کے بعد ہندوستان میں ہر ثقافتی سرگرمی نے ایک بالکل نیا رنگ اختیار کیا اور وسط ایشیا کے ان مہذب اور ترقی یافتہ لوگوں نے باغات کی ترتیب و تہذیب میں بھی انقلابی تبدیلیاں کر دیں۔ انہوں نے باغات کے پرانے خاکے کو بدل کر ان میں درختوں پھلواریوں، فواروں، آبشاروں اور سرو و شمشاد کی قطاروں اور آرائش کے ساتھ مرتب کیا۔ ان کے باغوں میں چنار اور سرو و صنوبر کے جو درخت لگائے گئے ان میں سے اکثر آج تک موجود ہیں۔ فی الحقیقت مغلوں نے اس ملک میں باغ کے تصور کو بالکل نئی شکل دے دی۔" (۶)

کشمیر میں ڈل کے کنارے نسیم باغ بنوایا۔ نگین باغ، شالامار باغ کشمیر، نشاط باغ، ہبک باغ، دار اشکوہ کا باغ، داروغہ باغ، چشمہ شاہی، ویری ناگ باغ، اچھابل باغ، پری محل باغ، بادشاہی مسجد لاہور کا باغ، روشن آرا باغ دہلی، لاہور کا چوبرجی باغ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"مغلوں میں جہانگیر با کمال، ممتاز باغبان تھا۔ اسے بڑے بڑے ڈھلوان چبوتروں والے باغ ترتیب دینے میں لطف آتا تھا۔ ان باغوں کے رومانی حُسن نے مغلیہ خاندان کی جمالیاتی شہرت میں چار چاند لگا دیئے۔ جہانگیر کو فطرت کی محبت اپنے جد امجد بابر سے ورثہ میں ملی تھی لیکن اس نے ان باغوں کو معراجِ کمال پر پہنچا دیا۔ وہ جہاں کہیں بھی کچھ عرصہ کے لیے ٹھہرا وہاں یہ گلستان ترتیب دیئے گئے۔ لاہور کے نزدیک شاہدرہ میں دلکشا باغ، کشمیر میں شالامار باغ اور نشاط باغ راولپنڈی کے نزدیک حسن ابدال کے نواح میں واہ کا باغ، یہ سب اسی کا مرہونِ منت ہیں۔" (۷)

قدرت کے تخلیق کردہ شاہکاروں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انسانوں نے بھی فنکاری و ہنر مندی سے باغات تعمیر کروائے۔ مگر بدقسمتی سے یہ سب زمانہ کی دست و برد سے نہ بچ سکے۔ ان میں بیشتر کا تو سرے سے وجود ہی ناپید ہو گیا ہے اور باقی اپنی زبوں حالی پر نوحہ کناں ہیں۔ ماضی نے ان حسین شاہکاروں کو دیکھنے کے لیے ہمیں چشمہ تخیل یا پھر مصوروں، شاعروں اور داستان گوئیوں کی مدد لینی پڑے گی۔ اور ان کاوشوں کو داد بھی دینی پڑے گی جس کے وہ مستحق ہے۔ کائنات اور ان انسانی کاوشوں کو دیکھنا ان سے لطف اُٹھانا اور پھر ان پر اپنی اپنی ذہنی استعداد کے مطابق سمجھنے کی سعی کرنا ہر انسان کا حق ہے۔

کائنات کو صوفی کی نظر سے دیکھئے یا عاشق کی نگاہ سے یا پھر عام آدمی کی آنکھ سے ہر جا کھلنے والے پھول نہ صرف اپنے رنگ بلکہ خوشبو سے بھی ہر کسی کو اپنا اسیر کر لیتے ہیں۔ کسی کو اس میں خدا کی ذات کا عکس نظر آتا ہے تو کوئی اسے چہرہ محبوب ہی قرار دے دیتا ہے اور کسی کو سراپہ محبوب کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر کس و ناکس کو رنگ، خوشبو کا یہ

مرقع باغ اور لوازماتِ باغ دلفریب اور مسحور کن لگتے ہیں۔ رنگ اور خوشبو دنوں ہی انسان کو تسکین بہم پہنچاتے ہیں۔

اُردو ادبیات میں صنف نظم (قصیدہ، مثنوی، مرثیہ) ہو یا ہمیں درختوں، پھولوں، پھلوں سے بھرا باغ اپنے دلفریب نظاروں کے سبب اسیر کرلیتا ہے۔ بحث یہ نہیں ہے کہ سب موسموں کے پھول یک جا ہو گئے یا ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہمیں تو محض یہ دیکھنا ہے کہ شاعر یا نثر نگار نے کس کمال و مہارت سے حسین رنگوں کو گُل دستوں کو صورت میں پیش کیا ہے۔ آیئے اب ہم میر حسن کے تخلیق کردہ باغ کی تصویر دیکھیے اور خوشبو سے لطف اُٹھائیں۔

سحر البیان میں باغ کا منظر

قرینے سے گردِ اُس کے سرسہی
کچھ اِک دور دور اُس سے سیب و بہی
ہوائے بہاری سے گُل لہلہائے
چمن سارے شاداب اور ڈہڈھے
روش کی صفائی پہ بے اختیار
گل اشرفی نے کیا زر نثار
چمن سے بھرا باغ، گُل سے چمن
کہیں نرگس و گُل، کہیں یاسمین
چنبلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں رائے بیل اور کہیں مُوگرا
کھڑے شاخِ شبو کے ہر جا نشان
مدن بان کی اور ہی آن بان
کہیں ارغواں اور کہیں لالہ زار
جُدی اپنے موسم میں سب کی بہار
کہیں جعفری اور گیند کہیں
سماں شب کو داؤدیوں کا کہیں
کھڑے سرو کی طرح چمپے کے جھاڑ
کہے تو کہ خوش بوؤں کے پہاڑ
کہیں زرد نسریں، کہیں نسترن
عجب رنگ پر زعفرانی چمن
صبا جو گئی ڈھیریاں کرکے بھول
پڑے ہر طرف مولسریوں کے پھول(۸)

داستانِ فسانہ عجائب میں باغ کا منظر دیکھیے اور لطف اُٹھایئے:

”...بہت آراستہ و پیراستہ، عرض مربع میں، چاروں کونوں پر چار بنگلے، گردِ سبزۂ نوخاستہ، دروازہ عالی شان، نفیس مکان، زیر دیوار خندق پر کیلے، اکیلے نہیں، قطار در قطار، تختہ بندی کی بہار، روش کی پٹریاں قرینے کی،

مہندی کی ٹہنیو میں رنگ بینے کی، گُل مہندی سرخ، زرد پرافشاں، عباسی کے پھولوں سے قدرتِ حق نمایاں، نرگس دیدۂ منتظر کی شکل آنکھیں دکھاتی تھی، گُلِ شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی، میوہ دار درخت یک لخت جدا، بار کے بار سے ٹہنیاں جھکیں، درخت سرکشیدہ...

ہر تختہ ہرا بھرا، روش کے برابر چینی کی نا ندوں میں درختِ گُل دار معنبر و معطر، بیلا، چنبیلی، موتیا، مُوگرا، مدن بان، جوہی، کیتکی، کیوڑا، نسرین و نسترن کی نرالی آن بان، ایک سمت تختوں میں لالہ خوفِ خزاں سے بادل داغ دار، گرداس کے نافرمان کی بہار، سرو، شمشاد... دورویہ درخت گل و بار سے بھرے، سیب سے رنج گل غداروں کی کیفیت نظر آتی، ناشپاتی اور بہی سیب دست باغباں سے بری، ہر شاخ ہری، سنبل مسلسل میں پیچ و تاب زلفِ مہ وشاں کا ڈھنگ، سن و سن کی اداہٹ، مسی لب خوب رویوں کا جوبن دکھاتی، داؤدی میں صنعتِ پروردگار عیاں، صد برگ میں ہزار جلوے نہاں، آم کے درختوں میں کیریاں زمرد نگار، مولسری کے درخت سایہ دار...“(۹)

باغوں کے زینت بخشنے والے پھولوں کے حوالے سے عبدالحمید سالک لکھتے ہیں:

”ابوالفضل نے ہندوستان میں تین قسم کے پھولوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک وہ جو اپنی بھینی بھینی اور مست کن خوشبو کے لیے مشہور ہیں۔ دوسرے وہ جو رنگ کے اعتبار سے نظر فریب ہیں اور تیسرے وہ جو ایران و توران سے لاکر یہاں لگائے گئے۔ پہلی فہرست میں پھول شامل ہیں: سیوتی، بھول سری، چمبیلی، رائے بیل، مونگرا، چمپا، کتکی، کوزہ پدل، جوہی، نیواری، نرگس، کیوڑہ، گلال، تسبیح گلاں، سنگارہار، بنفشہ کرنا، کپور بیل، گل زعفران

دوسری فہرست یہ ہے: گل آفتاب یعنی سورج مکھی، گل کنول، جعفری، گودھل، رتن منجی، کیسو سمیبل، رتن مالا، سونِ زرد، گل مالتی، کرن پھل، کریل، کنیر، کدم ناگ کسیر، سورین، چمپلا، لاہی، گل کرونده، دھنتر، گل حنا، دوپہریا، بھون، چمپا، سدرشن، کنگلائی، سرس، سن۔

ایران و توران کے بے شمار پھولوں میں سے اس نے ان پھولوں کا ذکر کیا ہے۔ گل سرخ، نرگس، یاسمین، کبود، ریحان رعنا، زیبا، شقائق، تاج خروس، قلفہ، نافران خطمی...“ (۱۰)

حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں کہ ”مولانا نظام الدین محمد بن قوام بن رستم المعروف بدکڑھی البلخی نے جو گجرات کے باشندے ہیں۔ ۸۳۸ھ میں اپنی فرہنگ بحر الفضائل لکھی ہیں اس میں پھولوں کے حسب ذیل نام دیے ہیں: ۱) انار، ۲) بالا، ۳) بانسہ، ۴) ببری (ابوفضل کے ہاں پاپڑی)، ۵) پدل (ابوالفضل کے ہاں پاڈل)، ۶) بیل، ۷) بولسری (ابوالفضل کے ہاں بہولسری)، ۸) تلسی، ۹) کیوڑہ، ۱۰) جای، ۱۱) چنپہ، ۱۲) جوہی، ۱۳) دونہ، ۱۴) ڈیلہ (ابوالفضل کے ہاں درختوں میں)، ۱۵) رای چنبہ، ۱۶) راء بیل، ۱۷) بسنت، ۱۸) سرکھنڈ (ابوالفضل کا سرپکھنڈی)، ۱۹) کیسو، ۲۰) سندوریہ، ۲۱) سیوتی، ۲۲) کرنی (ابوالفضل کا کرنہ)، ۲۳) کنیر، ۲۴) کتھن والو، ۲۵) مروہ، ۲۶) سنگارہ ھار، ۲۷) گل نیم روز (ابوالفضل کا دوپہریا)، ۳۸) مالجی (مالتی)“ (۱۱)

عبدالمجید سالک لکھتے ہیں: ”امیر خسرو نے جن پھولوں کا ذکر کیا ہے ان میں بنفشہ، یاسمین اور نسرین کے علاوہ جو ایران سے آئے تھے ہندوستانی پھولوں مثلاً بیلا، کیوڑہ، چمپا، مولسری، سیوتی، ڈمرا، کرنا اور لونگ کے نام شامل ہیں۔ پھر گلِ کوزہ، گل صد برگ اور کرن پھل (قرنفل یعنی لونگ) بھی مذکور ہیں۔“ (۱۲)

سالک مزید لکھتے ہیں:

"خسرو ہندوستانی پھولوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر یہی پھول روم و شام میں ہوتے اور ان کے نام عربی یا فارسی میں ہوتے تو ان کا غلغلہ سازی دنیا میں بلند ہو جاتا۔" (۱۳)

پھولوں کی مختلف تہذیبوں میں کیا نسبت ہے اس حوالے سے تنویر احمد علوی لکھتے ہیں:

"بعض تہذیبوں سے بعض پھول خاص نسبت رکھتے ہیں مثلاً گلاب کا پھول مغل تہذیب سے، لالہ کا پھول ایرانی تہذیب سے، کنول کا پھول ہندو کلچر اور سورج مکھی کا پھول اس معنی میں بدھ تہذیب سے نسبت رکھتا ہے کہ پشاور کے قریب جو قدیم بودھ آثار ملتے ہیں ان میں سورج مکھی بے حد اہمیت رکھنے والا پھول ہے۔ سورج مکھی کا نام بتلاتا ہے کہ اس کا رُخ سورج کی طرف رہتا ہے اور اس معنی میں کہ وہ ایک آفتاب پرست پھول ہے۔ پھول تو سب آفتاب کے ساتھ ہی کھلتے ہیں یہ ایسے تمام پھول ہیں جو رنگوں سے آراستہ ہیں۔"(۱۴)

کائنات میں بکھرے اَن گنت رنگوں اور مختلف تہذیبوں سے نسبت رکھنے والے ان پھولوں، درختوں جو کلاسیکی ادب کا حصہ ہے۔ جاننے کی کوشش کرنی چاہئیں۔ پرانے باغات کا وجود تو اب مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ اور مقامی پھولوں سے شناسائی نہ ہونے کے برابر ہے۔ مختلف باغات میں جدید مغربی پھولوں کا بڑھتا ہوا استعمال ہمیں ناواقفیت کے سمندر میں دھکیل رہاہے۔ ہمیں تاکہ ان سے مقامی درختوں، پھولوں، پھولوں سے شناسائی کا رشتہ بنائے رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ہماری پہچان ہیں اور اگر پہچان ختم ہو جائے تو محبت اور انسان دونوں ہی گم ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

۱۔ فرمان علی، مولوی، قرآن مجید مفسر و مترجم، لاہور، افتخار بک ڈپو
۲۔ فرمان علی، مولوی، قرآن مجید مفسر و مترجم، لاہور، افتخار بک ڈپو
۳۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، ۲۰۱۱ء، صفحہ نمبر ۲۹۱
۴۔ ماسٹر پیارے لال آشوب دہلوی، رسوم ہند، لاہور، مجلس ترقی ادب سن ندارد ص نمبر ۲۰
۵۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۲۰۱۱ء صفحہ نمبر ۳۹۲
۶۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۲۰۱۱ء صفحہ نمبر ۳۹۳
۷۔ شیخ محمد اکرام۔ آب کوثر۔ لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۲۶ نمبر ۲۰۲۲ ص نمبر ۹۷
۸۔ رشید حسن خاں مرتب، سحر البیان، لاہور، مجلس ترقی ادب ۲۰۰۹، صفحہ نمبر ۱۷۲
۹۔ رشید حسن خاں مرتب، فسانہ عجائب، لاہور، مجلس ترقی ادب فروری ۲۰۰۸، صفحہ نمبر ۸۷
۱۰۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، ۲۰۱۱، ص نمبر ۲۹۳
۱۱۔ شیرانی، حافظ محمود، مقالات حافظ محمود شیرانی جلد دوم، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۷ء، ص نمبر ۱۹
۱۲۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ص نمبر ۲۹۲
۱۳۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ص نمبر ۲۹۲
۱۴۔ علوی، تنویر احمد کلاسیکی اُردو شاعری کے روایتی ادارے کے کردار اور علامتیں، دلی، کتب خانہ انجمن ترقی اُردو، ۲۰۰۶ ص نمبر ۲۲۱

Bibliography

- Mulavi Farman Ali, *Quran Majeed Translation*.
- Abdul Majeed Salik, *Muslim Saqafat Hindustan men*, (Lahore: Idara-e Saqafat-e Islamia, 2011)
- Master Piaray Lal Ashoob Dehlavi, *Rasoom-e Hind*, (Lahore: Majlis-e Taraqqi- adab)
- Sheikh Muhammad Akram, *Aab-e Kusar*, (Lahore: Feroz Sons Limited, 2022)
- Rasheed Hasan Khan, *Sahrul Bayan*, (Lahore: Majlis-e Taraqqi-e Adab, 2009)
- Hafiz Mahmood Sherani, *Maqalat-e Hafiz Mehmood Sherani*, (Lahore: Majlis-e Tarqq-e Adab, 1987)
- Tanveer Ahmad Alvi, *Kalasiki Urdu Sha'ari kay Rawaiti Idaray key Kirdar aur Alamten*, (Dehli: Kutub Khana Anjuman-e Tarqqi-e Urdu, 2006)

❖❖❖